رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر اور کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

الفضل

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچا دوں گا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲۸ - جون سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۲۸ - رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ | نمبر ۹۹

مدینۃ المسیح علیہ السلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیر و عافیت ہیں۔ ۲۷ جون حضور نے خدا تعالیٰ کی رحمت سے کسی وقت بھی ناامید ہونے اور اسکے ساتھ ہی خوف الٰہی سے غافل نہ ہونے پر حقائق و معارف سے پُر خطبہ فرمایا۔

الحمد للہ کہ جناب حافظ روشن علی صاحب نے رمضان المبارک میں قرآن کریم کا جو درس شروع فرمایا تھا وہ ۲۸ جون کو سارے قرآن کریم کا ختم ہو گیا۔

افسوس کہ ماسٹر محمد زمان صاحب ٹیچر ہائی سکول جو بہت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ بعارضہ ٹائیفائڈ ایک ہفتہ بیمار رہ کر ۲۷ جون بروز جمعہ فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں اور دعائے مغفرت کریں

اخبار احمدیہ

مالابار میں تبلیغ۔

الحمد للہ کہ یہاں حضرت خلیفۃ المسیح کی دعائیں سلسلہ حقہ کو تمام شہروں میں نہایت سرعت سے پھیلا رہی ہیں۔ چنانچہ منگلور۔ بیاپٹم۔ پنگاڑی۔ کنانور۔ کڈائی میں خدا کے فضل و کرم سے اور نئے احمدی پیدا ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علے ذالک۔ اور خدا تعالےٰ ترقی کے سامان خود پیدا کر رہا ہے۔

کنانور میں درس قرآن

ہر روز حضرت مولوی غلام رسول صاحب عشا کی نماز کے بعد قرآن کریم کا درس ساڑھے گیارہ بجے تک فرماتے اور خدا کے فضل سے روحانی معارف کی بارش روزانہ برساتے ہیں۔ گاہ گاہ خاکسار کے لیکچر بھی ہوتے ہیں۔ پچھلے دنوں میں خاکسار نے "مسلمانوں کی حالت"۔ "ایک نبی کی ضرورت"۔ اور "اگر حضرت مسیح موعود نہ آتے۔ تو اسلام کی سچائی ثابت نہ ہو سکتی تھی"۔ وغیرہ مضامین پر لیکچر دیئے۔

غیر احمدی علماء درس اور تقریریں سنتے ہیں

یہاں کا قاضی القضاۃ جو کہ سلسلہ کا سخت دشمن ہے۔ اس نے کچھ آدمی مقرر کئے ہیں کہ جاکر ان کی تقریریں اور درس سنو۔ ہمارے قیام گاہ کے بالکل قریب دیوار بدیوار ہی ایک سخت مخالف غیر احمدی کا گھر ہے۔ اس گھر میں بیٹھ کر وہ درس وغیرہ سنتے ہیں۔ حاضرین کی تعداد معقول ہوتی ہے۔

لیکچروں کیلئے ہال

کنانور کی جماعت نے ایک ہال لیکچروں کے لئے کرایہ پر لیا ہے

جو ایک پُرفضاء اور موزون جگہ پر واقع ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی وہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا جاویگا۔

تحفہ مالابار

حضرت مولانا ایک رسالہ تحفہ مالابار باوجود شدت علالت و کثرت مشاغل کے تیار فرما رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ بہت مفید ہو گا۔

راجہ کنانور کو تبلیغ

ایک تبلیغی خط یہاں کے راجہ کو جو مسلمان ہے۔ ہماری طرف سے تحریر کیا گیا ہے۔ یہ راجہ یہاں کے لوگوں میں ایک خاص پوزیشن رکھتا ہے۔ اس کے مکان کے قریب سے جوتہ پہن کر یا باتیں کرتے ہوئے گذرنا ایک جرم سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے دل میں ہدایت قبول کرنے کی تحریک فرمائے۔

ایک خان بہادر کو تبلیغی خط

اسی طرح سے ایک بہت بڑے آدمی خان بہادر ممی کنجی حاجی کو (جو کہ راجہ کے بعد اس جگہ سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے) بھی تبلیغی خط ہماری طرف سے بھیجا گیا۔ جس کا جواب آج آگیا ہے۔ جو ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ مکرم و محترم جناب مولوی غلام رسول صاحب و جناب محمود احمد صاحب مد کرمکم بعد تسلیم بوازمہ عزت و تکریم گذارش ہے کہ گرامی خط آپ بزرگوں کا پہونچا۔ جب سے سے آپ بزرگوں کی تشریف آوری کی خبر پائی ہے۔ نیاز حاصل کرنے کا مشتاق ہی ہوں۔ مگر بسبب چند موانع کے معذور رہا۔ پس آپ کی یاد فرمائی اور ذرہ نوازی کا تہ دل سے شاکر ہوں۔ یہ نہیں معلوم کہ آپ کب تک یہاں تشریف فرما رہیں گے۔ اگر عید اور رمضان یہیں گذارنے کا ارادہ ہو تو فبہا ورنہ مطلع فرمایئے تاکہ کوئی وقت مقرر کر کے ملاقات مسرت آیات سے مشرف ہوں۔ چونکہ اب بسبب رمضان اور کثرت کارہائے ضروری کے بہت ہی کم فرصت پاتا ہوں۔ زیادہ کیا عرض کروں بجواب کا منتظر ہوں۔

او۔ ممی۔ کنجی۔ حاجی عفا اللہ عنہ

آج ہی اس خط کا جواب بھیجدیا جائے گا انشاء اللہ

الحمد کی تفسیر اور مخالفوں میں چرچا

رمضان سے ایک ہفتہ پیشتر مولانا صاحب نے یہاں درس قرآن کریم سورہ فاتحہ کے متعلق شروع فرمایا تھا۔ ابھی تک خدا کے فضل و کرم سے ایاک نعبد تک ہی کی تفسیر ہو رہی ہے۔ غیر احمدی علماء کو جب اس کا علم ہوا۔ تو وہ حیرت میں پڑ گئے۔ اور اس لئے خود علماء کو اس درس کے سننے کی ضرورت ہوئی۔ کئی غیر احمدی خدا کے فضل سے اس درس کو سُنکر اس سلسلہ حقہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار (شیخ) محمود احمد

روئداد جلسہ احمدیہ کڑوڑا (بنگال)

ماہ مئی کی ۲۵ تا ۲۷ تاریخ تک احمدیان علاقہ بنگال کا جلسہ بمقام کڑوڑا ہوا۔ اس کی روئداد سید سعید احمد صاحب کی طرف سے حال میں ہمارے پاس پہونچی ہے۔ جس سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے دن تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی بزبان بنگالی کے بعد مولوی رئیس الدین خان صاحب رئیس میمن سنگھ نے پریزیڈنشل تقریر فرمائی۔ ان کے بعد مولوی غیاث الدین صاحب نے "احمدیوں کے فرائض" پر تقریر کی۔ برٹش گورنمنٹ کی وفاداری اور رولٹ ایکٹ کے خلاف شورش کے متعلق مولوی ظل الرحمٰن صاحب مبلغ اور مولوی اوصاف علی صاحب احمدی بلیڈر نے تقریریں کیں۔ ان کے بعد مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی نے اصلاح احمدیاں پر اور میر رفیق علی صاحب نے انذاری نشانات پر تقریریں کیں۔ اور مولوی عظیم الدین صاحب بی۔ اے سب انسپکٹر سکولز نے وفات مسیح پر بنگالی میں نظم سُنائی۔ اخیر میں جناب مولانا سید محمد عبدالواحد صاحب نے وفات مسیح موعود کے متعلق تقریر کی۔

دوسرے دن حسب ذیل کارروائی ہوئی۔

(۱) تلاوت قرآن مجید۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب احمدی مبلغ

(۲) اسلام میں عورتوں کی حیثیت۔ نکاح و طلاق و تعدد ازدواج و تعلیم نسواں پر تقریر از مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔

(۳) ضرورت علم دین کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تقریر حقیقت الرؤیا میں سے مولوی ظل الرحمٰن صاحب نے پڑھکر سنائی۔

(۴) اسمہٗ احمد کے حقیقی مصداق پر مولوی غیاث الدین صاحب احمدی نے تقریر فرمائی۔

(۵) صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر مولوی حیدر علی صاحب نے تقریر کی۔

تیسرے دن کی کارروائی حسب ذیل ہے

(۱) اختلافات مابین احمدیاں و غیر احمدیاں پر مطیع الرحمٰن احمدی طالب علم کالج راجشاہی کا مضمون اور مسئلہ ختم نبوۃ پر چودہری ابوالقاسم خان صاحب نے اپنا مضمون سُنایا۔

(۲) رسم پرستی کی مذمت میں میزان الرحمٰن صاحب احمدی ساکن باسودیب نے تقریر کی۔

(۳) اس تقریر کے بعد کڑوڑا نام گاؤں کے جہاں یہ جلسہ ہوا تھا۔ بہت سے غیر احمدی جنہیں اس گاؤں کے سردار اور فہمیدہ و معتبر لوگ تھے۔ جلسہ میں شامل ہوئے اور جناب مولانا سید محمد عبد الواحد صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ برہمن بڑیہ کی تقریر سننے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ انکی خواہش پر مولانا ممدوح نے نہایت مؤثر طور پر ایک تقریر کی۔ جس سے ان پر بہت اثر ہوا۔ تقریر کے خاتمہ پر مولانا نے ان کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا۔ اور انہوں نے دل کھولکر سوالات کئے۔ جنکے جوابات دیئے گئے۔ پھر مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک نہایت واضح تقریر کی۔ اور جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

خان صاحب کا خطاب

یہ خبر مسرت اور خوشی کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ مکرم جناب منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ فیروزپور و سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور کو شہنشاہ معظم کی تقریب سالگرہ پر "خان صاحب" کا خطاب گورنمنٹ نے عطا کیا ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ منشی صاحب موصوف کیلئے مبارک کرے۔

ناظرین کرام کو عید مبارک ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار
الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۹ء

تذکرۃ الولی

یعنی

جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کے حالات

۳۱ مئی کو جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب (زین العابدین) نے مسجد اقصیٰ میں ایک مجمع کے سامنے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی تشریف رکھتے تھے۔ عربی زبان میں جو فصیح و بلیغ تقریر فرمائی تھی۔ ان کے سلسلہ حالات کے پہلے نمبر کے طور پر ذیل میں اسکا خلاصہ درج کیا جاتا ہے اور آئندہ انشاء اللہ جناب شاہ صاحب کے خود نوشتہ حالات شائع ہوتے رہینگے۔ جن کے قلم بند کر کے دینے کا انہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ امید ہے۔ کہ یہ سلسلہ مضامین احباب کے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہوگا۔

آقائے محسن! و احباب کرام!

میں جب سے یہاں آیا ہوں دلی شعور کے ساتھ اس محبت آمیز شوق کا احساس کر رہا ہوں جو آپ کو میرے حالات سفر سننے کا ہے۔ میرے مکرم بھائی مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے بحیثیت ناظر تالیف و اشاعت مجھ سے چند ایک مرتبہ خواہش بھی کی کہ میں اپنے احباب کے اس بڑھے ہوئے شوق کو پورا کروں لیکن ناسازی طبیعت نے جو کوفت سفر اور بعض دیگر اسباب کیوجہ سے پیدا ہو گئی تھی مجھے معذور رکھا اور اظہار حالات کے موقعہ کو دوسرے دن پر ملتوی کرنا پڑا۔

میں آپ کی محبت آمیز نگاہوں سے محسوس کرتا ہوں کہ میرے اس عذر کو آپ یقیناً قبول فرما دینگے۔

برادران! میں اپنے دل میں ایک لذت اور سرور محسوس کرتا ہوں کہ اپنی اس تقریر کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد سے شروع کروں۔

حدیث شریف میں آیا ہے یولد الطفل علی الفطرۃ انما ابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ یعنی بچہ کی پیدائش محض فطرۃ پر ہوتی ہے۔ پھر اسکے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی (مشرک) جیسی بھی حالت ہو بنا دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں انسان کی تربیت اور اندرونی نشوونما کی ارتقائی حالت پر خارجی اسباب کے موثرات کا ایک اصل تعلیم کیا ہے۔

آج علم النفس (سائیکالوجی) کے ماہر انسان کی ذہنی کیفیات اور ترقیات کے اسباب پر جو کچھ بھی چاہیں بحثیں کریں مگر دنیا کے بہترین اور کامل معلم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند الفاظ میں ایک ایسی حقیقت کا انکشاف فرما دیا ہے، کہ سائیکالوجی کے مبصرین کو بھی اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ میں اسکی کسی قدر توضیح کرنا بے محل نہیں سمجھتا اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے ایک محسن کی محبت کی لذت حدیث شوق کو دراز تر گفتم کا رنگ دے رہی ہے۔

نوزائیدہ بچہ پیدائشی صحیفہ بالکل سفید ہوتا ہے یا یوں کہو کہ فونوگراف کے ریکارڈ کی طرح اسمیں کچھ قابلیتیں ہوتی ہیں ایک خاص استعداد کا مادہ اس میں ودیعت رکھا ہوا ہوتا ہے۔

جس جس قسم کی آوازیں اور نغمے اسکے کان میں پڑتے ہیں یا جیسی جیسی ظاہری صورتیں اسکی آنکھوں کے سامنے آتی ہیں ان آوازوں یا نغموں کی تاثرات کو اور ان صورتوں کے خط و خال کو وہ اپنے فطرتی ریکارڈ پر نقش کرتا جاتا ہے۔ اس طرح پر وہ اپنے شعور اپنے افکار اپنے احساسات اپنے مدرکات میں خارجی موثرات سے ایک نقش تاثیر قبول کرتا جاتا ہے۔

فونوگراف سے وجد انگیز روح پرور آواز کیوں آرہی ہے؟ اسلئے کہ ایک خوش آواز قاری نے اپنے دم کو اس میں پھونکا ہے فونوگراف کی ذاتی قابلیت اس میں بجز اسکے کچھ نہیں کہ وہ نقوش صوتیہ کو جو خوش الحان قاری نے ایک خاص طریق سے اسپر کرنے چاہے قبول کر لیا۔ اور اگر اس فونوگراف سے کسی اور نغمہ یا ترانہ کی آواز آرہی ہے تو صرف اسلئے کہ کسی گویے نے اسی رنگ میں اسے پھونکا ہے۔ غرض جو آواز بھی اس میں سے نکلتی ہے وہ اسکی اپنی نہیں بلکہ کسی بیرونی اور خارجی اثر کا نتیجہ ہے یہ اب اسی پھونکنے والے کی حالت پر موقوف ہے کہ وہ اسپر کیا نقش کرتا ہے۔ اسی طرح اور ٹھیک اسی طرح بچہ کا صحیفہ فطرت ایک ریکارڈ ہے جو نقش تم چاہو اسپر قائم کر سکتے ہو پھر وہی آواز اسی لہجے اور لے میں اس سے نکلے گی جس میں تم نے اسکو بھرا تھا۔ اسی فلسفہ کو وسیع کرو اور اسی تصویر کو ان لائن کرو تو تمہیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فلسفہ سمجھ میں آئیگا جو آپ نے اس حدیث میں فرمایا۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اسکی حالت پر غور کرو۔ وہ اپنے گرد و پیش کچھ صورتیں دیکھتا ہے اور اسوقت وہ کوئی تمیز انہیں نہیں کر سکتا۔ وہ یکایک اس روشن عالم میں ایک ظلمت کدہ سے نکل کر آتا ہے اور حیرت و استعجاب کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتا اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے اسکی یہ جدوجہد ایک شعور کے لئے ہوتی ہے جو وہ روشن عالم اور اس کے رہنے والوں کے متعلق چاہتا ہے جسقدر غور سے تم اس کا مطالعہ کرو گے اسیقدر حیرت و تعجب تمہیں اس بچہ کی حیرت زدہ حالت پر ہوگا۔ اسکی آنکھ جلد جلد اشیاء اور مناظر قریبہ کا معاینہ کرتی ہے گویا یہ مناظر اسپر ایک رعب ڈالے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اچانک انتقال مکانی سے اسقدر سراسیمہ ہے کہ گھبراہٹ سے آنکھ اٹھاتا اور بعض اوقات چلاتا ہے۔ لیکن اسی عالم پریشانی و سراسیمگی میں وہ ایک آنکھ کو دیکھتا ہے کہ اندر ہی اندر اس آنکھ کی شعاعیں اپنی محبت کی گرمی سے اسکو گرما رہی ہیں۔ اور خدا جانے نظروں ہی نظروں میں وہ اس آنکھ میں کیا دیکھتا ہے کہ اسکے وجود میں محبت کی ایک رو اور لہر پیدا ہو جاتی ہے اور وہ آنکھ اسی اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے یہ اسکی ماں کا وجود اور مامتا بھری آنکھ ہے۔ یہی سب سے پہلی ہستی ہے جو بچہ پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور جسکی طرف وہ کھینچا جاتا ہے وہ ٹکٹکی لگائے اسکی طرف محبت بھری آنکھوں سے دیکھتا ہے گویا کسی چیز کو شناخت کر رہا ہے اور ہاں تبھی کچھ ایسی

محبت اور جذبے کے ساتھ اسکے منہ کو تکتی اور اسکی حرکات کو مشاہدہ کرتی ہے گویا وہ ایک قوت واثر ہے جو آنکھوں کے ذریعہ اسکے اندر پیدا کر رہی ہے۔

مسمریزم اور میگنا ازم کے ماہر اپنی آنکھ اور ہاتھ کے اشاروں میں ایک مدت کی مشق اور محنت کے بعد ایک قوۃ اور تاثیر پیدا کرتے ہیں جو اپنے معمول پر ڈال سکیں لیکن حقیقی میگنا ازم کی وہ برقی رو ہے جو ماں اپنی توجہ اور آنکھ سے نومولود کے اندر پیدا کر رہی ہے وہ محبت وہ جذبہ وہ تاثیر الفت جو ماں کی نگاہوں میں ہے وہ آنکھوں ہی کے ذریعہ بچے کے اندر پیدا کر دیتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود کسی شعور اور کسی بصیرۃ کے نہ ہونے کے بھی اسی حالت میں جو چیز اسکو زیادہ پیاری اور دلربا معلوم ہوتی ہے جسکے کنار عاطفت میں اس کی تکالیف دور ہو جاتی ہیں اور جسکے دست شفقت کا یہ ادنیٰ خاصہ ہو جاتا ہے کہ وہ اسکے ہموم کو خوشی سے بلاتوقف بدل دیتا ہے وہ ماں کی گود اور ماں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ محبت جو بچے کے رونے اور ہنسنے سے نمایاں ہے اور کبھی اس کے ننھے ننھے ہونٹوں کی مسکراہٹ اور ٹکٹکی لگائی آنکھوں سے نمودار ہوتی ہے اسی محبت کا کرشمہ ہے جو ماں نے اپنی محبت کے اثر سے اس میں پیدا کی ہے۔ یہاں تک کہ ماں خود اس محبت و تبسم کی گرویدہ ہو جاتی ہے جو بچہ میں پایا جاتا ہے اور اس کا ظہور مختلف صورتوں اور کیفیتوں میں نظر آتا ہے۔ کبھی وہ مسکراتی ہوئی اس کی آنکھ میں آنکھ ڈالے بیٹھی ہوئی اسے تکتی ہے کبھی اسے اپنے سینہ سے لگاتی اور بے اختیار اس کی پیشانی کو چومتی ہے یہاں تک کہ اگر اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنی ہستی کو اسکی ہستی میں گم اور فنا کر کے ایک ہی وجود اور ایک ہی ہستی بن جاتی تا وہ ظاہری فرق اور امتیاز درمیان سے اٹھ جاتا اور آسانی سے کہہ سکتی

من تو شدم تو من شدی

غرض ماں اس حالت میں اپنی محبت کو اسپر اور اسمیں ڈالتی ہے اور ایک کہربائی تاثیر مثبتہ اپنے بچے میں جو اسوقت تک حالت منفی میں تھا ڈالتی ہے اوران دونوں محبتوں کے ملنے سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جو شعور محبت کہلاتا ہے اس طرح پر ایک نفسی مقناطیس کے زور دکشش سے اسکی نظر کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے جس کے ساتھ اسکے اندر ایک شعور پیدا ہوتا ہے اور اس شعور کے ذریعہ وہ ایک وجود کو اپنے سامنے پاتا ہے جس کے ساتھ ایک خاص تعلق اور انس اسے محسوس ہوتا ہے اگرچہ وہ نہیں جانتا کہ یہ کیوں ہے؟

یہی وہ سب سے پہلا شعور ہے جو ایک بچے کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور وہ شعور ماں کے وجود کے متعلق ہوتا ہے۔ یہ شعور بجائے خود ماں کی محبت اور جذبہ کا ایک اثر اور نتیجہ ہوتا ہے۔ اس شعور کے بعد بچہ کی حالت میں ایک خاص انقلاب اور ایک جدید رنگ پیدا ہو جاتا ہے جونہی وہ اپنی مربیہ ماں کو دیکھتا ہے اسکے ساتھ ہی اسکے جسم میں محبت کی ایک بجلی اور رو اس کے اندر دوڑ جاتی ہے اور اس کی تاثیرات اور کیفیات کا ظہور کبھی مسکراہٹ سے ہوتا ہے کبھی پھیلائے ہوئے بازوؤں سے ہوتا ہے اور کبھی نہ سمجھ میں آنے والی زبان سے ہوتا ہے لیکن زبان کے ان تتلاتے ہوئے اصوات میں خدا جانے کسی غضب کی فصاحت اور جادو ہوتا ہے کہ وہ ماں اور دوسرے لوگوں پر ایک وجدانی کیفیت پیدا کیے بغیر نہیں رہتا۔

ماں کے وجود کا شعور اور اسکی محبت کا احساس واقع ہونے کے ساتھ ہی اس کو سمجھ میں آتا ہے کہ وہ خود بھی کوئی شے ہے اگر آپ لوگوں نے غور سے ملاحظہ کیا ہے تو بارہا دیکھا ہوگا کہ ماں اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے کہ تو میرا بچہ ہے تو میرا چراغ ہے نور ہے فلاں ہے اور فلاں ہے جو کچھ بھی نام اس حالت میں ماں رکھتی جاتی ہے وہ سب محبت کے کرشموں کا ظہور ہے اور مختلف شیون اور کیفیات کا ایک خارجی نتیجہ ہے۔ اپنی محبت کی ان کیفیتوں کے اظہار کے ساتھ ہی ماں اسے اپنی ایک جدا ہستی کا شعور کراتی جاتی ہے اگرچہ وہ نہیں جانتی کہ ان اشارات اور محبت بھرے کلمات میں وہ اسے اپنے وجود پر مطلع کر رہی ہے۔ اس تعلیمی اشارہ کے ساتھ بچہ پر دوسرا اکتشاف اپنی ہستی کے متعلق ہوتا ہے۔ اب وہ کبھی ماں کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی اپنے وجود پر ایک نگاہ حیرت انگیز ڈالتا ہے یہ جدید اکتشاف جو اسے اپنے وجود کے متعلق ہوا ہے یہ بھی ماں کی ہی چشم التفات کا نتیجہ ہے پہلے اس نے بچہ کو اپنے وجود سے آگاہ کیا اور اب خود اس کے وجود کا پتہ دیا۔ اور غور کرو کہ یہ دو فو علم نتیجہ ہیں ایک جذبہ محبت کا۔

علماء علم النفس نے ان ہر دو حالتوں کا نام غیریت و انانیت رکھا ہے۔ اور انہوں نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے کہ غیریت کا وجود انانیت کے علم کا موجب اور باعث ہوتا ہے یا یوں کہو کہ انانیت کا شعور اور اس کا انکشاف غیریت کے شعور اور انکشاف کے بعد ہوتا ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھ میں آ سکتی ہے کہ حسن اپنے آپ کو حسن محض اس لئے سمجھتا ہے کہ اس کی ماں نے بار بار اپنی آوازوں اور ہاتھ کے اشاروں سے سمجھایا کہ وہ حسن ہے اور اگر وہ ان آوازوں اور اشاروں میں اسے سمجھاتی کہ وہ کالو ہے تو وہ اسی نام سے اس کی طرف دوڑ کر آتا۔

غرض جو کچھ کسی شخص کی انانیت میں پوشیدہ ہے۔ وہ الغیر کی وحی یا الہام یا تلقین کی مخفی در مخفی تاثیر کے ماتحت پیدا ہوتا ہے اور یہاں میری مراد الغیر سے وسیع ہے گھر کے جس قدر اقرباء و عزیز ہیں مدرسے کے جس قدر اساتذہ اور ہم نشین ہیں اور وہ سوسائٹی یا قبیلہ جس کا وہ ایک فرد ہے اس کے جسقدر افراد ہیں وہ سب کے سب الغیر کے مفہوم میں داخل ہیں اسی لئے تربیت کی تقسیم ماہرین فن تربیت نے تین قسم پر کی ہے تربیت بیتیہ۔ تربیت مدرسیہ۔ تربیت اجتماعیہ۔

انہیں کی پوشیدہ تاثیر کے ماتحت ایک انسان کی انانیت اچھی یا بری پرورش پاتی ہے۔ اسی واسطے علماء تربیت نے بڑا زور دیا ہے کہ ماؤں کی تعلیم و تربیت میں سب سے زیادہ کوشش کی جاوے اور پھر سکولوں کے اُستاذوں کو ان کے نہایت عظیم الشان فرض کی طرف توجہ دلائی جاوے ❊

میں اس مقام سے گذر نہیں سکتا۔ جب تک دنیا کے لئے آیۂ رحمت وجود صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کا ذکر نہ کرلوں۔ جسکے پاک ارشاد پر میں نے اس تقریر کو شروع کیا ہے۔ جس طرح پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تربیت کے موثرات خارجیہ کی حقیقت ان کلمات میں بتائی ہے۔ اسی طرح ماؤں کی عظیم الشان تربیت کی طرف آپ نے یہ کہہ کر اشارہ فرمادیا ہے۔ کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس میں جہاں اولاد کو ماں کے احترام و اکرام کی طرف توجہ دلائی ہے ماؤں کو اس عظیم الشان فرض کی طرف بھی حضور نے متوجہ کیا ہے۔ جو اپنی اولاد کی تربیت کے متعلق ان کے ذمہ ہے۔ ہر قسم کی کامل کامیابی ابدی اور غیر فانی مسرت کا چشمہ اس وجود کی تربیت سے پھوٹتا ہے۔ جس کو پیارے الفاظ میں ماں کہتے ہیں پس مائیں اپنے فرائض کو شناخت کریں۔ کہ اگر وہ اپنی اولاد کو جنت کا وارث بنانا چاہتی ہیں۔ تو یاد رکھیں کہ کلید جنت ان کی تربیت حسنہ پر موقوف ہے

مکتبی اور ملی تربیت کی عمدگی اور کمال کی طرف قرآن کریم نے کونوا مع الصادقین کا ارشاد کرکے بتا دیا ہے۔ کہ انسانی فطرت اندر ہی اندر خارجی تاثرات کو قبول کرتی ہے۔ اور آغوش مادر کی تعلیم و تربیت کے زمانہ کے بعد وہ سوسائٹی کا ایک جزو ہوکر اس کے اثرات کو قبول کرتا ہے۔ اس لئے اس کے جلیس و ہم صحبت صلحا و صادق ہوں تا وہ تباہ کن تاثرات سے محفوظ رہے ❊

میں ڈرتا ہوں کہ اپنے ذوق محبت میں اصل مضمون سے دور نہ چلا جاؤں۔ غالباً میرے احباب بھی حیران ہونگے۔ کہ میں حالات سفر سنانے کے لئے مدعو کیا گیا ہوں۔ اور اسی مقصد کو لے کر شاید میں کھڑا ہوا تھا۔ یہ تربیت وانانیت اور غیریت کے فلسفہ کا کیا قصہ ؟

صاحبان! میں آپ سے معافی چاہتا ہوں لیکن میں یہ عرض کروں گا۔ کہ یہ فلسفہ انانیت و غیریت میں نے بلا وجہ نہیں بیان کیا۔ میں خود اسی جذبہ محبت اور تاثیر تربیت کا ایک نتیجہ ہوں ❊

میری غرض اس بیان سے ایک اور صرف ایک ہے۔ کہ میں اپنے آقائے محسن (حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف اشارہ کرکے کہا) کے اس عظیم الشان احسان کے ذکر کا نہایت ہی مختصر اظہار کرسکوں جسکے طفیل سے میری ذہنی اور اخلاقی تربیت ہوئی ہو اور جسکے فیض صحبت سے میں نے محبت کے اس جذب و تاثیر کو مشاہدہ کیا۔ جس طرح پر بچہ اپنی ماں کے وجود کو سراسر رحمت اور محبت یقین کرتا ہے۔

صاحبان! میں آپ سے سچ سچ عرض کرتا ہوں اور بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا وجود ایک ایسا وجود ہے۔ کہ میں اپنی زندگی کے ہر قسم کے نشو و نما اور اپنی ذہنی اور اخلاقی قوتوں کے ارتقاء میں آپ کی صحبت و تربیت کا اثر محسوس کرتا ہوں۔

مجھ کو یہ عزت اور فخر حاصل ہے اور بہت ہی کم انسانوں کو یہ فخر حاصل ہوگا۔ کہ میں انجناب کا بچپن سے دوست ہوں۔ اور میری ساری باطنی پرورش آپکے اسوۂ حسنہ کے ماتحت ہوئی ہے۔ وہ افکار اور مبادی جنکو میرے عرب اور ترک دوستوں نے انگشت بدنداں ہوکر مجھ سے سنا۔ اور جن کی وجہ سے وہاں کے طلباء اور دوسرے احباب اس لئے فخر کرتے ہیں کہ میں ان کا اوستاد ہوں۔ وہ سب کے سب افکار و مبادی میرے آقائے محسن (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (متعنا اللہ بطول حیاتہ آمین) کے افکار و مبادی میں سے بعض کا انعکاس ہے۔ جو کہ میرے خالی صحیفہ فطرت پر اسوقت پڑا۔ جبکہ ابھی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلیفہ اول اپنے محسن استاذ و مربی روحانی کے زندگی بخش آب رحمت سے مستفیض نہ ہوا تھا۔ میں ان امور کے اظہار میں اپنی کسی خوبی کا ذکر نہیں کررہا ہوں۔ بلکہ میں سچ کہتا ہوں کہ ان امور کے ذکر سے میری غرض اپنے محسن و مربی کے کمالات کا اظہار مقصود ہے۔ جس کی زبردست قوت جاذبہ و موثرہ نے اپنی کیفیات سعیدہ کے نقوش میرے صحیفہ فطرت پر کھینچے ❊

اخلاق کے شعبۂ عفت میں جو یوسفی اسوہ مجھے شام جیسے حورستان ملک میں متواتر کئی سال تک دکھانے کی توفیق ملی۔ جس نے وہاں کے احباب کو حیرت زدہ کردیا۔ وہ میرے آقائے محسن میرے بچپن کے دوست کے مقدس نمونے کی ایک کیفیت تھی۔ اور وہ میری طبیعت میں اس بدو شعور سے ایسی راسخ ہوچکی تھی۔ کہ بیرونی دنیا کے اجتماعی مفاسد سے نہیں ہٹ سکتی تھی۔ والحمد للہ علے ذٰلک۔

اسلئے آج اگر مجھے اپنے مولا رب العالمین کے احسانات کے بعد کسی انسان کا دنیا میں شکریہ پہلے ادا کرنا ہے تو وہ یہ آج کا مسند نشین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ ثانی ہے۔ کیونکہ اسی کی برکت سے میری انانیت نے ایک محمودانہ صورت میں ظہور کیا۔ وہ بڑی بڑی اُمیدیں اور اُمنگیں جو میرے سینہ میں برسوں تک جوش اور اُبال کھاتی رہیں۔ اور جو کسی قسم کی ظاہری ناکامیوں سے بھی سرد نہیں ہوسکیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے مربی محسن اوستاذ الحکیم نور الدین رضؓ اور ہمارے اولوالعزم خلیفہ ثانی کی نامعلوم کن مخفی اجتماعی تاثیرات کے پردہ کے ماتحت پیدا ہوئی تھیں۔ ناکامی میں اُمید کی وسعت کا سبق جو ایمانی قوت کے بڑھنے کا موجب ہوتا ہے۔ وہ میں نے اسی محسن انسان کے درس محبت میں پایا تھا۔ جس نے ہر مشکل مقام پر مجھے آگے بڑھے چلو کی صدائے دلربا سے پکارا۔ آقائے محسن! آپ ہی نے تو میری طبیعت کے سفید خالی صحیفہ میں ایک خوبصورت مستقبل کی تصویر بنائی۔ اور آپ ہی مجھے اپنے ہاتھ سے تیار کرکے ہندوستان سے باہر جانے کی ترغیب

دی۔ اور پھر آپ ہی نے باوجود سخت مخالفت کے میرے سارے اخراجات کا بوجھ اپنی ذمہ واریوں پر لیا۔ اور جب لڑائی کی وجہ سے سب راستے بند ہو گئے۔ تو آپ نے ایک خاص اضطراب اپنی حالت میں محض میرے لئے پیدا کیا۔ اور کوئی کوشش نہ تھی جو آپ نے مجھے روپیہ پہونچانے میں اُٹھا رکھی ہو۔ میں جب ان کوششوں پر اطلاع پاتا ہوں۔ جو آپنے میرے متعلق تلاش و طلب کے لئے کیں تو میرے بدن کا رواں رواں آپ کے ان احسانات کے لئے شکرگذاری کا جذبہ اور جوش پیدا کرتا ہے ؛

کبھی آپ گورنمنٹ برطانیہ کے حکام کے ذریعہ میرا پتہ لگا رہے ہیں۔ اور کبھی امریکن قونصل سے خط و کتابت کرتے ہیں میرا پتہ لگانے کے لئے آپ نے مسیحی پادریوں اور اخبار نویسوں کے معلومات کو بھی ٹٹولنے میں کمی نہیں کی۔ یہ تو ظاہری تدابیر اور مساعی تھیں۔ لیکن سب سے زبردست اور درحقیقت اصل مقصود کو پالینے کا یگانہ ذریعہ جناب کی وہ نیم شبی دعائیں تھیں جنہوں نے ملاء اعلیٰ میں ایک کیفیت پیدا کی۔ بالآخر وہ کیفیت اسباب عادیہ کے ماتحت ایک سبب بنتی ہے۔ اور وہی دُعاؤں کی تجلی مجھے نہایت امن و احترام کے ساتھ حکام انگریزی کے ذریعہ آپ کی خدمت میں پہونچا دیتی ہے ؛

اللہ رے کسقدر جذب اور کیسی کشش ہے۔ لوگ حُبّ کی تلاش و تجسس میں سرگرداں ہیں۔ وہ تسخیر کے لئے جان فرسا کوششیں کر کے بھی ایسے نہیں پا سکتے۔ میں کن الفاظ میں ان کو ایسے زبردست عامل کا پتہ دوں۔ وہ آئیں اور مجھے دیکھیں کہ ہزارہا کوس کے فاصلے سے کس طرح پر میرے محسن آقا کی دعائیں مجھے کھینچے لئے آئی ہیں۔ وہ مجھ سے ان کیفیتوں کو سُنیں۔ کہ کس طرح پر اس اولوالعزم وجود اور اس کی جماعت کی دعائیں میری دستگیری کرتی ہیں اور ان حالات میں جبکہ میرے محسن آقا پر تدابیر کے وہ دروازے بظاہر بند ہو جاتے ہیں۔ جو وہ میری آسایش کے لئے روپیہ بھیج سکے۔ تو وہ قادر و توانا خدا جس کے حضور اس کے لئے ایک عزت و قبولیت کا مقام ہے۔ اسکی اور محض اس کی دعاؤں کے طفیل مجھ پر ہر قسم کی کشایش اور برکت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ پھر باوجود ان احسانات کے جو ابتدا سے جنابنے میری تربیت و تعلیم کے لئے کئے۔ اور پھر ان میں ہر ساعت مجھ ہندوستان سے باہر بھیجکر اپنی دعاؤں سے مجھے نوازا۔ اور جب میں نظر بند ہو کر ہندوستان آتا ہوں۔ تو خبر پاتے ہی پچاس ہزار کی ضمانت کی ضرورت پیش آنے پر بھی اس کے لئے پوری آمادگی کی بشارت مجھے دیجاتی ہے۔ اور جب میں قادیان پہونچتا ہوں تو کئی میل کے فاصلہ پر جا کر تپ تپاتی دھوپ میں موسم کی حدت و حرارت کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے اپنی جماعت کو لیکر میرا استقبال کیا جاتا ہے۔

میرے محسن! میرے آقا! آپ کی نوازشوں اور مہربانیوں کے شکریہ کے لئے میرے منہ میں زبان اور زبان میں قدرت و قوت نہیں۔ میرے دماغ کی ڈکشنری میں الفاظ کا کافی ذخیرہ نہیں۔ جو اس کیفیت اور سُرور کا اظہار کر سکوں۔ جو میں آپ کی محبت کے انعکاسی اثر سے پاتا ہوں۔ اور نہ اس ندامت کے اظہار پر قادر ہوں۔ جو آپ کی اس غریب نوازی پر محسوس کرتا ہوں۔ مگر پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی توجہ باطنی اور فیض روحانی کا ایک کرشمہ ہے ؛

میرے آقا! جو کچھ ہُوا آپ ہی سے ہُوا۔ اور اگر آج میں باادب کھڑا ہو کر یہ عرض کروں کہ اگر میرا ہر بن موئے زبان ناطق ہو کر عمر بھر آپ کا شکریہ ادا کرتا رہے تو وہ بہت ہی کم ہے۔ بلکہ کچھ بھی نہیں کیونکہ میری وہ شکرگذاری بھی بجائے خود آپ کے ہی احسان کے ماتحت ہوگی +

میرے مُربی! میں جہاں اپنے آپ کو آپ کے حضور پہونچا کر اور اپنے احباب میں بیٹھ کر بہت بڑی مُسرّت محسوس کرتا ہوں۔ اندر ہی اندر مجھے ایک سخت فکر دامنگیر ہو رہی ہے کہ کیا میں وہ خدمت بھی ادا کر سکوں گا جس کی مجھ سے اُمید ہے یا توقع کی گئی تھی اس احساس کو پا کر میں اپنے مقام کی نزاکت کو دیکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ

میں بہت ہی نازک مقام پر کھڑا ہوں

اسلئے جہاں آپ نے اتنا بڑا احسان کیا۔ اس احسان کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے یہ بھی دعا کریں اور اپنے خدام کو بھی اس میں شریک کریں کہ

مجھ کو واجبات حسنہ کو پورے طور سے ادا کرنے کی توفیق ملے

اگرچہ مجھے یقین ہے کہ زندگی بھر میں بھی اس فرض عظیم کا عشر عشیر بھی میں ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن آپ ہی نے تو یہ سبق بھی سکھایا ہے۔ کہ

جب تیری درگاہ میں کوئی سوال کرو تو وہ اُس کے

شایان مقام سوال ہو

میرے عزیز دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو خوشی مجھے آپ کے زمرہ میں بیٹھ کر اور آپ کو دیکھ کر ہوئی ہے۔ اسکی کیفیت کو میرے الفاظ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ میں اسبات کا خوب اندازہ کر سکتا ہوں کہ جن کو میں یہاں اپنے گرد و پیش دیکھتا ہوں۔ اور جنکے چہرہ اس محبت و اخلاص کا اظہار کر رہے ہیں۔ جو ان کے پاکیزہ دلوں اور صاف سینوں میں نمایاں ہے اور ان دوستوں کو جنہیں میں شام اور اسکے ملحقات کی سرزمین میں چھوڑ آیا ہوں کیا فرق ہے؟ یہ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم ہیں۔ انہوں نے اپنے کام کاج کو چھوڑا اپنے بچوں کو بیمار چھوڑا۔ اور پھر خود بیمار ہونے کے باوجود لاہور کی سخت دھوپ اور شدت گرمی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ اور دوسری جگہ سے تیسری جگہ میری خاطر مارے مارے پھرتے رہے اور مجھے نظربندی سے جلد سے جلد آزاد کرانے کے لئے ایک مضطربانہ کیفیت اور بے تابی کے ساتھ جو ہمدردی اور محبت کے جذبات میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جو کچھ انکی

طاقت میں تھا انہوں نے کیا۔ اور پھر میری محبت و شکر گذاری کی روح جوش میں آجاتی ہے۔ جب میں دیکھتا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمدؐ اور حضرت استاذی مولوی شیر علی صاحب بھی اسی فکر میں ان کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ لیکن میری روح میں اور بھی رقص اور وجد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ یہ جذبہ ایثار و محبت کا جو میرے ان ہمدرد دوستوں کے اندر پیدا کر دیا گیا ہے یہ بھی آقائی! حضرت خلیفہ ثانی کی توجہ اور عقد ہمت کا نتیجہ ہے۔ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔ کہ اگر کسی احسان کا شکریہ بھی ادا کروں۔ تو وہ بھی آپ ہی کے فیوضات کا ایک کرشمہ ہے ۔

پھر میں اس مقام پر اپنے ایک مخلص دوست چودھری حاکم علی صاحب کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ لاہور میں میری موجودگی کی خبر پاکر اس طرح پر بے تحاشا میرے پاس چلے آئے۔ کہ انہیں اپنی اور میری نازک پوزیشن کا اندازہ کرنے کا بھی موقعہ نہ ملا۔ انہوں نے خیال تک نہیں کیا۔ کہ میں کن حالات اور کس مقام پر ہوں اور وہ اس طرح پر بلا اجازت میرے پاس آ نہیں سکتے۔ مگر واہ رے محبت! وہ اس جذبہ میں سب کچھ بھولکر ہر بلا اور خطرہ کو قبول کر لینے کے لئے تیار ہو کر میرے پاس آجاتے ہیں۔ مگر پھر غور کرو۔ کہ یہ محبت کی کیفیت اور یہ ہمدردی کی روح کس کے فیض اثر کا نتیجہ ہے؟

پیارے دوستو! یہ تو میں نے مثال کے طور پر ذکر کیا۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ اور "دل را بدل رہیست" کے موافق میں اعلیٰ شعور سے کہتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک کی یہی حالت ہے ۔

پیارے دوستو! آپ کو فی الواقع ایک عظیم الشان خوشی اور شکر کا موقعہ ہے۔ اس لئے نہیں کہ زین العابدین واپس آیا ہے بلکہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو بالغیب ایک معجز نما رنگ میں قبول فرما کر آپکے زین العابدین کو کئی موتوں سے بچا کر اسلئے لایا ہے تا آپکو معلوم ہو کہ وہ اللہ مستجیب الدعوات اور مسبب الاسباب ہے اور یہ صرف اسلئے کہ آپکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبول کرنے کا ایک خاص امتیاز ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

قبولیت دعا کے خاص ایام بھی انعام الٰہی ہیں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ جون ۱۹۱۹ء

سورہ [illegible] تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

خدا بندہ کو نہیں چھوڑتا۔ بندہ خدا سے منہ پھیر لیتا ہے

رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لیکر آتا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ اور جب کوئی انسان چاہے اسیوقت عید اور موقعہ اور جمعہ آجاتے ہیں۔ صرف دیر مانگنے میں ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دینے میں دیر نہیں لگتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور اسکے دروازے کو چھوڑ کر دوسرے کے دروازہ پر چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ محتاج نہیں لیکن وہ اپنے بندے کی ایسی جستجو کرتا ہے گویا کہ اس بندے پر ہی اس کی خدائی کا انحصار ہے اور بندہ محتاج ہے اور ایسا محتاج ہے کہ اس کا ایک لحظہ بھی ایسا نہیں کہ اگر خدا تعالیٰ اسکو چھوڑ دے تو آرام سے گذرے اور ہلاک نہ ہو جائے۔ مگر بندہ خدا سے ایسا استغنا کرتا ہے کہ گویا اس کا محتاج ہی نہیں ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں ایک عورت کو دیکھا کہ وہ دوڑی ہوئی پھر رہی تھی اور جو بچہ اس کو نظر آتا اسے اٹھا کر گلے سے لگالیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی تھی۔ چلتے چلتے اسکو ایک بچہ مل گیا وہ اسکو لے کر بیٹھ گئی۔ رسول کریمؐ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا اس عورت کا بچہ گم ہو گیا تھا۔ اسکو اپنا بچہ ملنے سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اللہ تعالیٰ کو اپنے گم شدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے ۔

قبولیت دعا کے لئے وقت مقرر کرنا غافلوں کو ہوشیار کرنے کیلئے ہے سو اس رحیم و کریم ہستی سے دعا قبول کرانا مشکل نہیں۔

ہر گھڑی رمضان کی ہی گھڑی ہو سکتی ہے۔ اور ہر لحظہ کو قبولیت کے لئے ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس کی طرف سے دیر نہیں اگر دیر ہے تو بندے کی طرف سے ہے۔ لیکن یہ بھی اس کے احسان ہی میں سے ہے کہ اس نے ایک خاص وقت رکھ دیا تاکہ وہ لوگ جو خود نہیں جاگ سکتے۔ ان کو خود جگا دے۔ انکی غفلتیں چونکہ ان کے لئے موجب ہلاکت ہو سکتی ہیں۔ اسلئے ان کے ہشیار کرنے کے لئے رمضان کا ایسا وقت مقرر کر دیا کہ جسمیں وعدہ کیا کہ میں دعائیں زیادہ سنوں گا۔ سنتا تو وہ روز ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہر گھڑی عید اور ہر گھڑی قبولیت کے لئے رمضان ہو سکتی ہے۔ مگر غافل لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ایک خاص مہینہ مقرر کر دیا گیا کہ وہ اس میں فائدہ اٹھالیں۔

بہتوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر یوں کہا جائے۔ کہ کوئی یہ کام کر دے تو ان میں سے کوئی بھی نہیں کرے گا۔ اور اگر یہ کہا جاوے کہ کسی وقت کر دے۔ تب بھی ان میں سے کوئی نہیں کریگا۔ کیونکہ ان کو یہ خیال ہو گا کہ اگلے وقت میں جو آتا ہے۔ کر دینگے۔ لیکن اگر وقت مقرر کر دیا جاوے تو کر لیتے ہیں۔ اس لئے خدا نے اپنے فضل و احسان عمیم کے ماتحت تمام لوگوں کے لئے موقعہ رکھ دیا کہ رمضان میں آسانی سے دعا کریں۔ اگر وہ یوں کہتا کہ جس نے قرب حاصل کرنا ہے کر لو تو بہت نہ کر سکتے مگر اس نے کہا کہ میرا قرب حاصل کرو اور جو چاہے کیسے اور پھر یہ فضل کیا اور موقعہ دیا کہ ہر ایک اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ ورنہ وہ ہر مہینہ میں دعائیں قبول کرتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے:۔ ادعونی استجب لکم اور امن یجیب المضطر اذا دعاہ اور واذا سألك عبادی عنی فانی قریب۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ اسلئے کسی ساعت کی شرط نہیں لگائی۔ اگر کوئی شرط لگائی ہے تو صرف یہ کہ میرا بندہ ہو یعنی خدا کی عبودیت کا اقرار کرے۔ ہمارا یہ اقرار

اس کی رحمت اور رافت کو جوش میں لائے گا۔ اور جو کھٹکھٹائے گا۔ اس کے لئے کھولا جائیگا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ اگر میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے۔ تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ سو خدا کی رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ اس میں رمضان کی اور رات دن کے کسی حصہ کی خصوصیت نہیں۔ کیا بندہ ہر وقت محتاج نہیں۔ کیا بندہ کی محتاجی کسی خاص وقت پر منحصر ہے۔ کیا شعبان اور شوال میں بندہ محتاج نہیں۔ پھر کیا ہفتہ اور جمعہ کے روز بندہ محتاج نہیں۔ پھر کیا جمعہ کی صبح اور عصر تک محتاج نہیں۔ وہ تو اسی طرح محتاج ہے جس طرح ان دنوں میں محتاج ہے۔ پھر کیوں اس نے خاص اوقات میں خاص افضال وانعام کو محدود کر دیا۔ جسے بتایا ہے۔ کہ یہ بھی بطور رحمت کے ہے اس لئے کہ انسان کو ہوشیار کرے۔ پھر اللہ ان گھڑیوں میں زائد انعام دیتا ہے تاکہ انعام کے خواہاں لوگوں کو انعام کے لینے کے لئے اکسائے پس جب بندہ گداز ہو جاتا ہے۔ اس کا دن اس کے لئے قبولیت کی گھڑیوں والی رات ہو جاتا ہے اور پھر اس کی ہر ایک رات لیلۃ القدر ہو جاتی ہے اس کا ہر ایک دن جمعہ کا دن ہوتا ہے۔ اور ہر ساعت خطبہ کی وہ درمیانی ساعت ہو جاتی ہے جسمیں اللہ تعالے زیادہ دعائیں قبول کرتا ہے۔

تو یہ جو کچھ کیا گیا ہے۔ یہ انسان کو ہوشیار کرنے کے لئے ہے کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے۔ کہ خاص وقت میں فرض کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ پس دعا کا خاص وقت میں زیادہ قبول کرنا رحم اور شفقت سے کیا گیا ہے۔ ورنہ اس کے رحم کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ مگر بہت ہوتے ہیں جو اس فضل کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ باقی دنوں میں تو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ کہ وہ رمضان نہیں اور رمضان میں اسلئے کہ توفیق نہیں ملتی۔ اسی طرح اور دنوں میں تو اس لئے دعا نہیں کرتے کہ جمعہ نہیں۔ اور جمعہ کو اس لئے کھو دیتے ہیں کہ ان کو دعا سے مس نہیں۔ پھر قدن کو اس لئے کھوتے ہیں۔ کہ راتیں قبولیت دعا کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ اور رات سے اس لئے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کہ نیند کو نہیں چھوڑ سکتے۔ غرض ایک وقت کو دوسرے پر ٹالتے ہیں۔ اور دوسرے میں اسلئے کچھ حاصل نہیں کر سکتے کہ محنت سے جی چراتے ہیں۔

خدا سے دعا نہ مانگنے والے کی مثال

اس لئے ان پر کوئی وقت دعا کا نہیں آتا۔ ان کی مثال بعینہٖ اس بچہ کی سی ہوتی ہے۔ جو ماں باپ سے ناراض ہو کر ایک اندھیرے مکان میں جا کر بیٹھ جائے۔ اور وہاں اس کو کانٹے چبھنے اور بھڑیں کاٹنے لگیں۔ ایسا انسان خدا سے ناراضگی اختیار کرتا ہے۔ اور اس سے بھاگتا ہے اور چاہتا ہے۔ کہ اسکے ملک سے نکل جائے مگر کہاں انسان اس کے ملک سے نکل سکتا ہے جس نے نادانی سے خدا کو چھوڑا۔ اس کے لئے دنیا وآخرۃ میں کوئی مقام آرام کا نہیں۔ ایسا شخص اپنا آپ قاتل ہے۔ اور اپنے آپ کا خود خون کرتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے ایک ہی آرام کی جگہ ہے اور وہ خدا کی گود ہے۔ اور یاد رکھو کہ خدا کی گود صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ صرف موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ خدا ہر گنہگار کے لئے اپنی گود پھیلائے کھڑا ہے۔ کہ آئے اور اس کی گود میں جگہ پائے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ خدا کو ایک بندہ کے تائب ہونے پر اتنی خوشی ہوتی ہے۔ کہ ایک ماں کو اپنا گم شدہ بچہ پانے پر بھی اتنی خوشی نہیں ہو سکتی۔

پس اس کی رحمت سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو تمہاری ترقی کے لئے۔ تمہارے فائدہ کے لئے وہ نازل کر رہا ہے۔ اور پھر ان خاص اوقات سے فائدہ اٹھاؤ۔ جو تمہارے ہی فائدے کے لئے اس نے رکھ دیئے ہیں۔ اگر ان اوقات کو بھی سستی سے ضائع کر دو گے۔ تو نہایت ہی افسوس کی بات ہو گی۔

آخری عشرہ رمضان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا طریق عمل

حضرت عایشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں جاگتے تھے۔ اور رشتہ داروں کو بھی جگاتے تھے۔ بھلائی کے کاموں میں اور بھی مستعدی سے کام لیتے تھے۔ اور اپنی کمر کس لیتے تھے۔ گویا کہ وہ پہلے ڈھیلی تھی۔ غور کرو یہ کیا الفاظ ہیں۔ کس نے کمر کس لی؟ اُس نے جس کی تمام راتیں جاگتے اور دن عبادت میں گذرتا تھا۔ اور ہر ایک گھڑی خدا کی یاد میں بسر ہوئی ہوتی تھی۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ جنکو تعلق اور وابستگی کی یہ کیفیت تھی۔ ان کے متعلق عائشہ رض کہتی ہیں۔ کہ رمضان کے آخری عشرہ میں کمر کس لیتے تھے۔ اس بات کو عائشہ صدیقہ رض ہی سمجھ سکتی تھیں۔ اور کسی کے لئے اس کی حقیقت سمجھنا آسان نہیں کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کمر کھولتے ہی نہ تھے۔ اور آپ فرماتے۔ کہ جب میں سوتا ہوں۔ تو در حقیقت اسوقت بھی جاگ ہی رہا ہوتا ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔ میری آنکھیں سوتی ہیں۔ مگر دل جاگتا ہے۔ پس جب آپ بستر پر جاتے ہیں اس وقت بھی آپ کی کمر نہیں کھلتی۔ تو اور کس وقت کھولتے تھے۔ در حقیقت یہ قول ایک بہت بڑے معنی رکھتا ہے۔ جو قیاس میں بھی نہیں آ سکتے۔ اور ان کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ جس نے آپ کی صحبت اُٹھائی ہو۔ بعد میں آنے والے اسکی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ میں راتوں کو جاگتے اور رشتہ داروں کو جگاتے اور خود کمر کس لیتے تھے۔ یعنے جن کی کمر ہر وقت کسی رہتی تھی وہ بھی کس لیتے تھے۔ اس سے سمجھ لو کہ جن کی کمر ہمیشہ ڈھیلی رہتی ہے۔ ان کے لئے رمضان میں کسقدر توجہ کی ضرورت ہے۔

اپنی جماعت کو خطاب

پس میں اپنے تمام دوستوں کو کہتا ہوں۔ کہ اپنی اپنی

کر یکس لیں۔ اور خدا کی طرف جھک جائیں۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ خدا دینے کو تیار ہے۔ صرف ہماری غلطیاں ہیں اسکے فضلوں سے محروم رکھتی ہیں اس کے فضل آنے کے لئے کوئی خاص وقت نہیں۔ اور اُسکے فضلوں کی کوئی حد بندی نہیں۔ وہ تو ہر وقت دیتا ہے۔ اور دینے کو تیار ہے یہ جو خاص گھڑیاں اس نے مقرر فرمائی ہیں۔ یہ اس لئے ہیں کہ سُست سُست انسان بھی اس کے فضل سے محروم نہ رہے اور یہ وقت مقرر کرکے اس نے ہم پر احسان کیا ہے پس ان وقتوں کو خالی نہ جانے دو۔ وہ فضل حاصل کرو۔ جو تمہاری نسلوں کی نسلوں۔ نسلوں کی نسلوں نسلوں کی نسلوں کے لئے بہتری اور فلاح کا موجب ہو۔ اور وہ وعدے جو مسیح موعود سے کئے گئے ہیں۔ ہم ان کے جاذب ہوں۔ ہماری کمزوریاں دُور ہوں۔ اور ہمیں خدا تعالےٰ اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ غلطیوں کو معاف کرے اور اپنے فضل کی راہوں پر چلائے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے اور اپنے رسول کریمؐ کے کلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے اور مسیح موعودؑ کی اتباع کی توفیق دے۔ عمر کے ہر لحظہ میں ہم آگے ہی آگے قدم بڑھائیں۔ اور ہم پر کوئی وقت غفلت اور سُستی کا نہ آئے

آمین یا رب العالمین

وی پی آتے ہیں۔

خدا کے فضل سے اخبار الفضل کی جلد ششم ختم ہوتی ہے اور اسکے ساتھ بہت سے خریداران الفضل کا چندہ ششماہی یا سالانہ بھی ختم ہو گیا۔ لہذا جلد ہفتم کا پہلا یا دوسرا پرچہ تمام ان احباب کے نام جن کا چندہ ختم ہے وی پی ہو گا۔ مہربانی فرما کر وصول کرلیں واپس نہ کریں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اخبار تا وصولی قیمت بند رہے گا۔

دوران سال میں انفلوئنزا کی وجہ سے پندرہ روز اخبار شائع نہ ہو سکا۔ پھر شورش کی وجہ سے کاروبار میں اختلال کے سبب اچھے اچھے اخبار ایک ایک مہینہ شائع نہ ہو سکے۔ تاہم ۹۶ نمبر پورے کر دئے ہیں۔ اخبار کے ح

تشحیذ الاذہان کیلئے

ایک ہزار روپے کی اپیل

احباب جماعت احمدیہ سے

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ تشحیذ الاذہان وہ مبارک رسالہ ہے۔ جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا اور حضرت خلیفہ اوّل مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ اسکے مربی رہے۔ اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الاحد سلسلہ احمدیہ کے موجودہ امام اس کے ایڈیٹر۔ اسلئے مجھے رسالہ کی اہمیت جتانے کے لئے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اس کی موجودہ حالت کی طرف احباب جماعت احمدیہ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ حال میں انجمن تشحیذ الاذہان نے یہ رسالہ صیغہ تالیف و اشاعت محکمہ نظارت کے سپرد کیا ہے اور اس کا حساب کتاب دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ تقریباً ساڑھے چھ سو روپیہ لوگوں کو واجب الادا ہے اور فنڈ میں اتنا روپیہ بھی نہیں کہ سال حال کے اخراجات پورے ہو سکیں اسلئے اس قرض کے اتارنے اور فنڈ کے استحکام کے لئے ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ جس کے لئے میں جماعت احمدیہ کے ذی مقدرت احباب سے حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ اپیل کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے حلقہ اثر میں تحریک کرکے یہ رقم پوری کر دیں۔ یہ ماہ رمضان کا مہینہ ہے۔ جس میں خیرات کے لئے مومن بڑھ بڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اس لئے میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس رقم کو عید سے پہلے پہلے پورا کر دینگے۔ روپیہ ناظر بیت المال قادیان کے پتہ پر بھیجا جائے۔ اور کوپن پر لکھا ہو ”اعانت تشحیذ“ اس کے علاوہ ضروری ہے۔ کہ تشحیذ کو کم از کم پانچسو خریدار مزید دیا جائے۔ تاکہ رسالہ سلف سپورٹ ہو سکے۔ ہم نے اس کے اخراجات میں ممکن سے ممکن تخفیف کر دی ہے۔ یہانتک کہ ایک ہی شخص ایڈیٹر، منیجر اور محرر ہے۔ بایں ہمہ اسمیں جو مضامین چھپتے ہیں۔ وہ آپکے معلومات دینی میں اضافہ کرنیوالے اور مناظرات میں کام آنے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ سالوں کے فائلوں سے بہت لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ پھر یہ رسالہ خدا کے فضل سے ایسا باقاعدہ ہے کہ گذشتہ گیارہ سال میں برابر اپنی تاریخ مقررہ پر شائع ہوتا رہا ہے۔ اسپر بھی اگر اسکی قدر نہ کی جائے۔ تو بہت افسوس کی بات ہوگی۔ لکھوائی چھپوائی اور کاغذ کی طرف بھی خاص توجہ دیگئی ہے اس کی امداد کا ایک یہ طریق بھی ہے کہ ۱۹۱۴ء خصوصاً قیام خلافت ثانیہ کے بعد کے فائل خرید لئے جائیں جو بجائے دو روپے کے ڈیڑھ روپیہ سالانہ کے حساب سے دیئے جائینگے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اسکے لئے دوبارہ یاد دہانی کی ضرورت نہ ہوگی۔ اللہ تعالےٰ آپ سب صاحبوں کو اس کار خیر میں امداد کی توفیق دے۔ اور آپکے سینوں کو کھول دے اور آپ اس ضرورت کو محسوس کر سکیں جس کی بنا پر یہ اپیل کی گئی ہے۔

حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں جب یہ اپیل پیش کی گئی تو حضور نے تحریر فرمایا:-

”چھاپ دیں۔ میں بھی انشاء اللہ ۱۰۰ روپے دونگا۔“ مرزا محمود احمد

احباب کرام کو بھی چاہیئے کہ اس کار خیر میں حصہ لیں۔

خاکسار

رحیم بخش ایم اے۔ ناظر تالیف و اشاعت

رُباعی

امان اللہ خان کو اب ہوئی ہے سخت حیرانی

غم و اندوہ نے جکڑا ہے با حال پریشانی

لڑائی کر کے پھر اب صلح کی درخواست کرتا ہے

”چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی“

حافظ سلیم احمد خان متعلم مدرسہ احمدیہ

اشتہارات

فوجی بھرتی کیلئے اپیل

احمدی برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ صاحبان کو معلوم ہے۔ کہ ہماری سرکار کی فوجی ضروریات بڑھ رہی ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ العزیز کو اس بات کا بہت خیال ہے۔ کہ جہاں تک ہوسکے سرکار انگلشیہ کی امداد کی جائے اور جہاں تک ہوسکتا ہے۔ اس کام کے لئے کوشش اور سعی فرماتے رہتے ہیں چنانچہ حضرت کے ارشاد سے بہت احمدی اشخاص پلٹنوں میں بھرتی ہوچکے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ مختلف پلٹنوں میں بھرتی ہوئے ہیں۔ اور وہاں انکو بعض تکلیفیں ہیں اس لئے اب حضور کا ارادہ ہے۔ کہ احمدی جماعت کی ڈبل کمپنی بنائی جاوے جس کے دیسی افسر بھی احمدی ہی ہوں۔ لہٰذا حضرت امیر المومنین کی طرف سے مجھ کو ہدایت ہوئی ہے۔ کہ میں جناب کی خدمت میں یہ درخواست کروں۔ کہ آپ اپنے علاقہ کی احمدی جماعت میں بڑے زور کے ساتھ حضرت کی طرف سے اس بات کی تحریک کریں۔ کہ احباب احمدیہ ڈبل کمپنی کے لئے رنگروٹوں میں اپنا نام درج کرائیں۔ آپ ان سب صاحبان کا جو کہ اپنا نام اس فہرست میں درج کرادیں باقاعدہ اندراج رجسٹر کر کے حضرت کو اطلاع دیں۔ اور فہرست میرے نام پر قادیان میں روانہ کردیں۔ کہ اسقدر احمدی اس کام کے لئے تیار ہوگئے ہیں۔ آپ صاحبان اس کام کو نہایت مستعدی سے کریں۔ اور ثواب اور حضرت صاحب کی خوشنودی حاصل کریں آپ جسقدر جلدی اور جسقدر زیادہ دوستوں کے نام بھجوائینگے اسیقدر حضرت کو خوشی ہوگی۔ والسلام

فہرست بقید ولدیت عمر تعلیمی حالت آنی چاہیئے جن لوگوں کی تعلیم لوئر پرائمری تک ہے انکو وردی سے علاوہ ۱۸ روپیہ تنخواہ مع بونس ڈرائیوری وغیرہ ملیگی ۔ فتح محمد سیال

آنکھیں بڑی نعمت ہیں

ان کی قدر کرو۔ اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہے تو اس کے علاج میں سستی نہ کرو۔ خاکسار کو امراض چشم کے معالجہ کا بفضل خدا اچھا تجربہ ہے مرض کی تشخیص کے لئے پہلے معائنہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد مناسب دوا دیجاتی ہے۔ اور آنکھیں بنائی بھی جاتی ہیں۔ ناخونہ موتیابند پڑوال پھولا جالا ککرے۔ ضعف بصارت خارش چشم وغیرہ امراض میں سے تشخیص شدہ شکایات کے لئے خاکسار کی مفصلہ ذیل ادویہ بفضل خدا نہایت مفید و موثر ہیں۔ جو بذریعہ وی پی بھیجی جاتی ہیں۔ دیگر امور ضروری بذریعہ خط و کتابت طے فرمادیں۔

ککروں کا سرمہ فی تولہ [illegible]۔ سرمہ زری فی تولہ [illegible] گولی داغ ضعف بصر فی تولہ [illegible] سرمہ نگاری از مولوی نورالدین صاحب طبیب شاہی فی تولہ [illegible] خارش چشم کا انجن فی تولہ [illegible] سرمہ مروارید فی تولہ [illegible]

حکیم محمد اسمٰعیل (گڑیوالہ) از قادیان ضلع گورداسپور

حضرت مسیح موعودؑ نے

قاعدہ یسرنا القرآن کی نسبت فرمایا ہے:۔ رہ تعلیم اک تُو نے بتادی۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس لئے احباب کو چاہیئے کہ اسی قاعدہ پر بچوں کو پڑھائیں۔ یہ قاعدہ ختم ہوگیا تھا۔ اب چھپ کر آگیا ہے۔ تمام درخواستیں صرف مصنّف کے نام ذیل کے پتہ پر آنی چاہییں۔

قیمت مکمّل قاعدہ یعنے ہر دو حصہ ۴ر قیمت صرف حصہ اوّل ۱ر زیادہ تعداد کے خریداروں کو قیمت میں رعایت ہوگی ؞

ملنے کا پتہ۔ پیر منظور محمد۔ قادیان۔ پنجاب

سامان ورزش کیلئے احمدیوں کا اپنا کارخانہ

احمدی شائقین کی خدمت میں اس اشتہار کے ذریعہ اطلاع دیجاتی ہے کہ ہمارا کارخانہ ہر قسم کے سامان ورزش از قبیل کرکٹ ہاکی فٹبال ٹینس بیڈمنٹن اور جمناسٹک وغیرہ مدت بیس سال سے ہندوستان اور بیرون از ہند بہم پہونچا رہا ہے لیکن ہنوز احمدی قوم نے زمانہ حال کی روش کے مطابق قومی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کارخانہ کی طرف بہت کم توجہ کی ہے لہذا جو احباب سکولوں میں ملازم ہیں یا جو سپورٹس کے سامان کی ضرورت ہر دخل رکھتے ہوں انکی حضور میں و دیگر شائقین کی عموماً توجہ در کار ہے قومی مرکز قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مولانا مولوی محمد الدین صاحب بی اے ہمارے کارخانہ کے متعلق فرماتے ہیں :-

جناب من! میں یہ بات بلا تامل کہتا ہوں کہ میں آپکے کارخانہ سے ہرطرح سے خوش ہوں۔ آپ سامان کرکٹ وفٹبال کے متعلق فرمائشوں کی تعمیل نہایت مستعدی سے کرتے رہے ہیں جو سامان ورزش بناکر بھیجتے رہے ہیں بلحاظ قیمت و خوبی ساخت مقابلۃً نہایت ہی اطمینان بخش ثابت ہوتا رہا ہے " آپکا صادق محمد الدین ہیڈ ماسٹر از قادیان۔

مکمل فہرست حسب فرمائش مفت بھیجی جاوے گی۔

پتہ صرف نظام اینڈ کو۔ سیالکوٹ شہر

مجرب دوائیں طلب فرمائیں

(۱) شربت فولادی فی بوتل کلاں ۲؎ کمزوری طاقت اور خون صالح پیدا کرتا ہے قوت ہاضمہ کو قوی کرتا ہے (۲) شربت دافع قبض فی بوتل کلاں ۲؎ دافع قبض ہو معمولی اجابت روزانہ ہوتی ہے اور کسی قسم کا ضعف نہیں۔ پرہیز کچھ نہیں۔ بچوں کیلئے بیحد خوش ذائقہ ہاضم اشتہا کو زیادہ کرتی ہے (۳) گولیاں بخار فی درجن ۴؎ یہ گولیاں ہر قسم کے بخار کو نافع اور مصفی خون اور قبض نہیں ہونے دیتیں (۵) گولیاں دافع قبض ہر قسم کی قبض کو دور کرتی ہیں جس صاحب کو جس قسم کی دوا کی ضرورت ہوگی۔ ان کے طلب کرنے پر روانہ کی جاسکتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے شربت فولاد اور جلی کا استعمال فرمایا۔ اور ہر دو ادویات کو مفید پایا۔ حضرت سفارش فرماتے ہیں کہ حکیم صاحب کی ادویات منگوایا کریں ضرورتمند

الخطبہ

ایک احمدی نوجوان جس کی عمرا ۲۰ سال - انٹرنس پاس مستقل ملازم ہے ماہوار - عنقریب تنخواہ ۵۰ روپیہ ہونیوالی ہے نکاح کا خواہاں ہے ۔ اسکے غیر احمدی رشتہ داروں نے محض احمدیت کی وجہ سے اسکی دو دفعہ منگنی کر کے اور عرصہ تک انتظار کرا کر رشتہ چھوڑ لیا۔ یہ صالح احمدی نوجوان نکاح کے بغیر سخت مشکلات میں ہے۔ کوئی احمدی بھائی اس عزیز نوجوان کو اپنی دہلیز میں جگہ دے۔ جس کو غیر احمدیوں نے دو دفعہ دیکر نکال دیا ہے۔ عزیز کا رنگ گورا اعضاء تندرست اور قد درمیانہ ہے۔ خط وکتابت میرے نام ہو۔ عاجز سید غلام حسین کبتل خادم حصار

دو نئی کتابیں

معارف القرآن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے درس قرآن شریف سے پہلے دس پاروں کے نوٹ مرتبہ قاضی اکمل صاحب۔ قیمت اصلی ۱ر رعایتی ۸؎

براہین العقاید ہستی باری تعالیٰ ملائکہ قرآن مجید کے بعد سلسلہ الہام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت قیامت اور تقدیر پر سلسلہ احمدیہ کے نامور علماء کے مضامین ۲۰ از دلائل درج ہیں۔ قیمت ۱ر رعایتی ۸؎

ملنے کا پتہ محمد فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

نرخنامہ اشتہارات

مدت	ایک صفحہ	نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایکسال ۹۶ بار	۲۰۰	۱۰۳	۶۰	۴۰	۲۶	۲۲
۶ ماہ ۴۸ بار	۱۰۵	۵۴	[illegible]	۲۲	۱۴	۱۲
۳ ماہ ۲۴ بار	۵۵	۴۰	۳۰	۱۲	۸	۷
ایکماہ ۸ بار	۲۲	۱۲	۸	۵	۴	۳
دوبار	۱۲	۷	۵	۳	۲½	۲
ایک بار	۷	۴	۳	۲	۱½	۱

ممالک غیر کی خبریں

جرمنی دستخط کر دیگا۔ (لنڈن - ۲۳ جون ۵ بجکر ۴۵ منٹ بعد دوپہر) برطانوی سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ جرمن صلحنامہ پر دستخط کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بعد میں (۶ بجکر ۲۵ منٹ شام) یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ جرمنوں نے صلحنامہ پر دستخط کر دینا مان لیا ہے اور وہ غالباً ۲۸ جون کو دستخط کر دینگے۔

امریکن خوراک کے جہاز روک گئے لنڈن ۱۹ جون امریکہ سے خوراک کے جو ہزاروں جہاز جرمنی جارہے تھے وہ صلحنامہ پر دستخط ہوجانے کے وقت تک ڈونز میں روک گئے ہیں۔

جرمن نمائندوں پر پتھر پیرس ۱۷ جون - جب جرمن نمائندے گذشتہ شب ریلز سے روانہ ہوئے۔ تو مجمع کے ایک حصہ نے انکی گذرتی ہوئی موٹروں پر آوازے کسے۔ اور بعض طعن کی اور کچھ پتھر بھی پھینکے گئے۔ اور ملبا پر اور فراؤ ڈرنباش جو کھلی گاڑی میں بیٹھے تھے۔ ان کے چوٹیں آئیں۔

موسیو کلیمنشو کی فوری کارروائی آج موسیو کلیمنشو نے جرمن نمائندوں کو ایک خط لکھا جس میں اظہار افسوس کیا گیا اور کہا گیا کہ محکمہ کا سکرٹری اور اس کا نائب برخاست کیا گیا ہے۔

یہودیوں کے خلاف کارروائیاں لنڈن ۱۸ جون پرچلم اور خورمچی واقع پولینڈ میں یہودیوں کے خلاف کارروائیاں ہوئی ہیں ۵۰ آدمی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اور یہودیوں کی دکانیں لوٹی گئیں۔

کیا جرمنی کو مزید مہلت ملیگی؟ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ جرمن اس بناء پر مزید مہلت طلب کریگا کہ وہاں ایک نئی گورنمنٹ مرتب ہو رہی ہے۔ لیکن جب تک دستخط کرنے کے متعلق کامل ساخت نہ دیجائیگی۔ فرانسیسی - برطانوی اور امریکن فوجیں سنگل کی صبح کو

سرحدی شورش

حضور وائسرائے کی چٹھی کا امیر کابل کی طرف سے جواب۔

شملہ ۲۲ جون - ہز اکسلنسی وائسرائے کی چٹھی مورخہ ۳ جون جسمیں عارضی صلح کی شرائط پیش کی گئی تھیں۔ اس کے جواب میں امیر امان اللہ خان کی چٹھی ۱۸ جون شملہ پہونچی۔ اسمیں لکھا ہے

چٹھی کا ابتدائی حصہ ہز اکسلنسی وائسرائے رہبر معزز دوست اور برطانیہ عظمیٰ کی عظیم الشان گورنمنٹ کے گورنر جنرل ہند کو معلوم ہو کہ مجھے اپنے معزز اور مہربان دوست کی دوستانہ چٹھی مورخہ ۲ رمضان ۱۳۳۷ھ مطابق ۳ جون ۱۹۱۹ء۔ جو شرائط صلح پر بحث کرنے کے متعلق ہے۔ اور جسمیں جنگ کو بند کرنے کے بارہ میں نرم شرائط درج ہیں۔ موصول ہوئی۔ اس میں آپ کی طرف سے نیک خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ مزید بے فائدہ کشت و خون نہ ہو۔ نیز اس میں میرے والد سراج الملۃ والدین کی تعریف کی گئی ہے۔ جو مقبرہ شہادت میں آرام کر رہے ہیں۔ جنکو خدا نے اپنے جوار رحمت میں لیا ہے۔ اور جو کئی سال سے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دوستانہ اتحاد رکھتے تھے۔

ہم عظیم الشان برٹش قوم کے صلح پسندانہ ارادوں سے بہت متاثر ہوئے ہیں جس کے اعلےٰ قائم مقاموں نے دنیا کے دیگر مقامات میں اس امر کو اپنی سفارت کا اصول بنالیا ہے ٭

عارضی صلح کی مشکلات جہاں امیر نے ہز اکسلنسی وائسرائے کی پیش کردہ عارضی صلح کی شرائط کو نرم تسلیم کیا ہے۔ وہاں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ ان کو پورا کرنے میں بعض مشکلات حائل ہیں۔ امیر نے لکھا ہے کہ آپ نے اس مطلب کا جو مطالبہ کیا ہے کہ افغان فوجیں برٹش فوجوں سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہٹ جائیں اس کا یہ ہزاروں دیہاتیوں اور اہل قبائل کو اپنے گھروں سے بھاگنا پڑے گا۔

اسکے بعد امیر نے لکھا ہے کہ ایک ایسے ملک میں دیکھ بھال کرنیوالے انگریزی ہوائی جہازوں کی حفاظت کی ضمانت دینا ناممکن ہے۔ جہاں ہر شخص بندوق رکھتا ہو۔ اور اپنے سر پر انگریزی ہوائی جہازوں کی موجودگی کو جوش اور نفرت کی نظر سے دیکھتا ہو ٭

صلح کانفرنس کا مقام فریقین کے نمایندوں کے مقام کے متعلق امیر نے لنڈی کوتل یا پشاور کی نسبت جو تجویز کی تھی۔ اس کو برطرف کر دیا ہے۔ اور ہز اکسلنسی وائسرائے کی خوشنودی حاصل کرنے اور برٹش گورنمنٹ کے اعزاز اور رتبہ کا پاس رکھنے کے خیال سے امیر نے ہز اکسلنسی وائسرائے کی یہ تجویز منظور کر لی ہے۔ کہ فریقین کے نمایندے راولپنڈی میں جمع ہوں ٭

ہز اکسلنسی وائسرائے کا جواب ہز اکسلنسی وائسرائے کی طرف سے اس چٹھی کا جواب آج (۲۲ جون) شملہ سے روانہ کیا گیا۔ اسمیں امیر کی دوستانہ چٹھی کی وصولی کی اطلاع دینے اور یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ عارضی صلح کو کامل طور پر پورا کرنے میں بعض مشکلات حائل ہیں ہز اکسلنسی وائسرائے نے فرمایا ہے کہ ان شرائط میں کوئی ترمیم ہونا ممکن نہیں۔ پہلی شرط کے صحیح معنے غلط سمجھے گئے ہیں مطالبہ یہ کیا گیا تھا کہ افغانوں کی تمام باقاعدہ فوج کو سرحد سے ہماری فوجوں سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہٹا لیا جائے۔ اس شرط پر اس سے پیشتر ہی عمل کیا گیا ہے۔ سوائے نواح چمن کے جہاں سے افغان فوجوں کو فوراً مقررہ فاصلہ پر پیچھے ہٹا لینا چاہیئے۔ نیز سوائے سوار کوتل کے جہاں کچھ افغان فوج ابھی تک سرحد کے انگریزی جانب کو ہے۔

ضروری شرط آگے چلکر ہز اکسلنسی وائسرائے نے لکھا ہے۔ کہ جب تک باقاعدہ افغان فوج کا ایک سپاہی بھی سرحد کے انگریزی جانب رہیگا۔ اسوقت تک صلح کے متعلق گفت و شنید کرنا خارج از بحث ہے۔ اور اسکے سوا اور کچھ چارہ نہیں کہ دوبارہ لڑائی شروع کر دی جائے۔

دیہاتیوں کو علیحدہ کرنیکی ضرورت نہیں ہز اکسلنسی وائسرائے نے لکھا ہے کہ دیہاتیوں اور اہل قبائل کو ان کے گھروں سے علیحدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تاہم امیر کو چاہیئے کہ وہ اہل قبائل کو ہماری فوجوں کے نواح میں جمع ہونے سے منع کر دیں۔ کیونکہ برٹش جرنیلوں کو حکم ہے کہ وہ ایسے مجمعوں کو زبردستی منتشر کر دیں جن سے انکو خطرہ ہو۔ ہز اکسلنسی وائسرائے نے یقین ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اگر امیر کی طرف سے سخت احکام جاری کر دیئے جاویں تو ہماری دیکھ بھال والے ہوائی جہاز محفوظ رہینگے۔ لیکن اگر ان جہازوں کو دق کیا جاویگا۔ تو انکو انتقام لینے کا حکم حاصل ہے۔

اہل قبائل کے متعلق کارروائی اسبارہ میں کہ امیر سرحدی قبائل کے نام یہ تنبیہ کرے کہ ہم نے صلح کی درخواست کی ہے۔ اس لئے تم ہر قسم کی مخالفانہ کارروائیاں چھوڑ دو (یہ عارضی صلح کی ایک اہم شرط ہے۔ جس کے متعلق امیر نے اپنی چٹھی میں کچھ نہیں لکھا۔ ہز اکسلنسی وائسرائے نے اس امر پر زور دیا ہے کہ اگر امیر نے اسبارے میں کوئی کارروائی نہیں کی۔ تو اس کو اب کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسے وقت میں صلح کے متعلق گفت و شنید شروع ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ اہل قبائل کو شبہ اور خوف کی حالت میں چھوڑ دیا جائے ٭

برٹش ڈیلی گیٹوں کا تقرر یہ سمجھ کر کہ اب امیر عارضی صلح کو دوستانہ سپرٹ میں تمام وکمال منظور کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہز اکسلنسی وائسرائے نے لکھا ہے میں بڑی خوشی سے اسبارے میں احکام جاری کر دوں گا کہ راولپنڈی میں افغان ڈیلی گیٹوں کا استقبال کیا جائے۔ ہز اکسلنسی وائسرائے نے اعلان کیا ہے۔ کہ میں نے سر ہملٹن گرانٹ سیکرٹری خارجہ گورنمنٹ ہند کو برٹش ڈیلی گیٹوں کا سربراہ مقرر کیا ہے امیر کی طرح ہز اکسلنسی وائسرائے بھی یہ امید کرتے ہیں کہ دونوں گورنمنٹوں کے درمیان پھر دوستانہ تعلقات قائم ہو جانے سے مستقبل روشن ہو جائے گا ٭

(با. تمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)